بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نظرات

ہندوستان اور پاکستان میں جو کچھ معاہدہ اور سمجھوتہ ہوا ہے اس کا خیر مقدم اور اُس پر مسرت کا اظہار دنیا کا ہر وہ انسان کرے گا جس کا دماغ غلط قسم کے تعصب اور عناد سے پاک و صاف ہے اور جو محسوس کرتا ہے کہ آج امن قائم رکھنے کے لئے دو پڑوسی ملکوں میں باہمی تعلقات کا دوستانہ اور خوش گوار ہونا کس قدر ضروری ہے۔ پھر ہندوستان اور پاکستان تو صرف دو پڑوسی ملک نہیں ہیں بلکہ ان میں آپس میں نسلی، لسانی اور تاریخی تعلقات ہیں۔ اختلافات اور نزاع کہاں نہیں ہوتا؟ لیکن اس کے حل کی صرف دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک جنگ، اور دوسری ایمانداری اور شرافت کے ساتھ بات چیت۔ پہلی صورت کے لئے تو اب کوئی گنجائش ہے ہی نہیں! اس لئے لامحالہ انصاف اور رواداری کے ساتھ گفتگو اور مصالحت کا راستہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔ کچھ معاہدہ کی جو تفصیلات اخبارات میں آئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ فراخ دلی اور انصاف پسندی کے جذبہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ایسے موقع پر یہ دیکھنا کہ معاہدہ سے کس کی جیت ہوئی اور کس کی ہار، کس کا پلڑا بھاری رہا اور کس کا ہلکا؟ سخت لغو، احمقانہ اور فتنہ پرورانہ قسم کی باتیں ہیں۔ داد فریقین کو ہی ملنی چاہیے، اور اگر ظاہری اعتبار سے کسی فریق کا پلڑا ہلکا بھی نظر آئے تو اس پر طعن و طنز کرنے کے بجائے اس کی اخلاقی جرأت کی تعریف کرنی چاہیے۔ آپ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اس فریق نے دب کر اور مرعوب ہو کر نہیں بلکہ صرف فساد کی جڑ کاٹ دینے کی غرض سے یہ جرأت مندانہ اقدام کیا ہے! اس صورت میں اس نے کچھ کھویا نہیں، بلکہ بہت کچھ پایا ہے۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے، اور سب مذاہب اسی کی تلقین کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ یہ معاہدہ نہ صرف یہ کہ کامیاب ہو، بلکہ دونوں ملکوں کے اور دوسرے اختلافات کے قطعی حل کا بھی پیش خیمہ ثابت ہو۔

علی گڑھ تحریک اب خواص کے ہاتھوں سے نکل کر عوامی تحریک بنتی جا رہی ہے اور روز بروز اس میں شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے اور جب کوئی تحریک عوامی بنتی ہے تو قاعدہ ہے کہ اچھے، برے، مخلص اور خود غرض معتدل اور انتہا پسند، سنجیدہ فکر اور عجلت پسند ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے ذاتی میلانات و رجحانات اور عقائد و افکار کے ماتحت اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس بنا پر بسا اوقات ان تحریکوں میں ایسے موڑ آ جاتے ہیں کہ تحریک کو صحیح لائن پر قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جذباتیت واقعیت پسندی پر غالب آ جاتی ہے، عوام کا ایک طبقہ